دارالافتاء

مولانا مفتی مختار اللہ حقانی
مفتی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حالتِ نماز میں موبائل بند کرنے کا حکم

استاذ محترم مولانا مفتی مختار اللہ حقانی صاحب۔ دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔

ایک مسئلہ کے بارے میں دریافت کرنا ہے کہ آنجناب کے علم میں ہے کہ اس وقت موبائل فون کا ایک عام رواج ہے اور اس میں مختلف ٹونز ہوتے ہیں جو فون آنے پر بجتے ہیں۔ بسا اوقات نماز کے دوران فون آجاتا ہے۔ جس سے نماز میں پوری توجہ اور خشوع وخضوع متاثر ہو جاتا ہے۔ خود نمازی کے علاوہ جماعت میں شامل دوسرے لوگوں کی توجہ الی اللہ بھی کٹ جاتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص نماز کے دوران ہی موبائل بند کرے تو کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو بار بار فون آنے پر کیا کیا جائے گا؟ اور کتنی بار موبائل بند کیا جاسکتا ہے اسی طرح اگر وہ نماز توڑ کر موبائل بند کرے تو کیا موبائل بند کرنے کے لئے نماز توڑنا جائز ہے یا نہیں؟ مدلل جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

عبداللہ (متعلم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

الجواب وباللہ التوفیق

نماز اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات کا ایک اہم ذریعہ ہے اس لئے نماز میں کامل توجہ اور خشوع وخضوع کا لحاظ رکھنا انتہائی ضروری ہے اور ہر ایسے عمل کا پہلے سے سد باب کرنا چاہیے جو نماز میں خلل پیدا کرتا ہو اس لئے ضروری ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے ہی موبائل فون بند کیا جائے یا کم از کم موبائل کی ٹون (آواز) بند کی جائے تاکہ فون آنے کی صورت میں نمازی کی توجہ اور خشوع وخضوع متاثر نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کیساتھ مناجات میں خلل پیدا نہ ہو جائے۔

لیکن اگر بھولے سے موبائل بند کرنا یا اس کی آواز بند کرنا رہ جائے اور نماز شروع کرنے کے بعد فون بجے تو محض صرف اس وجہ سے نماز توڑنا کہ فون آنے پر نمازی کی خود اور دوسروں کی توجہ متاثر ہو رہی ہے نماز توڑنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ نماز توڑنا چند اعذار کے ساتھ مخصوص ہے اور صرف ضرورت شدیدہ کے وقت نماز توڑی جاسکتی ہے۔ کما قال الحصکفی "ویباح قطعها لنحو قتل حیة وندابة وفور قدر وضیاع ماقیمته درهم له او لغیره (الدرالمختار علی صدر ردالمحتار ۱/۶۵۴) جبکہ موبائل کا بجنا اور نمازی کے خشوع وخضوع میں خلل واقع ہونا کوئی ایسا عذر نہیں ہے جس کی وجہ سے نماز توڑنے کی گنجائش ہو البتہ اگر عمل قلیل سے موبائل بند کرنا ممکن ہو تو موبائل بند کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ عمل قلیل نماز پر اثر انداز نہیں ہوتا اگر چہ بلا عذر عمل قلیل کا ارتکاب مکروہ ہے۔

كما في الهندية و كل عمل قليل بغير عذر فهو مكروه كذا في البحر الرائق (الفتاوى الهندية ۱/۱۰۹) في الدر المختار يكره اشتعال الصماء' والاعتجار والتلثم والتنفخم و كل عمل قليل بلا عذر (شامی ۱/۶۵۲) قال ابن عابدینؒ والتنخم هو اخراج النخامة بالنفس الشديد لغير عذر (شامی ۱/۶۵۲) البتہ عذر اور اصلاح صلوٰۃ کے لئے نماز میں عمل قلیل کو جائز رکھا گیا ہے' جس کے نظائر کتب فقہ میں موجود ہے' كما في الهندية في الحجة ويكره ان يذبّ بيده الذباب و البعوض الا عند الحاجة بعمل قليل كذا في التاتار خانية (الفتاوى الهندية ۱/۱۰۶) وفي الدر المختار و كره كفه أي رفعه بجسده للنهي إلا لحاجة ولا بأس به' قال ابن عابدين الا لحاجة' كحك بدنه لشئي أكله وأضره وسلت عرق يؤلمه ويشغل قلبه و (شامی ۱/۶۴۰)...... وقال ابن عابدين وحاصله ان كل عمل هو مفيد للمصلي فلا بأس به أصله ماروى أن النبي ﷺ عرق في صلاته فسلت العرق عن جبينه أي مسحه لأنه كان يؤذيه فكان مفيداً (ردالمحتار ۱/۶۴۰)

البتہ عمل قلیل اور کثیر کے تعین کے بارے میں فقہاء کرام سے متعدد اقوال مروی ہیں' علامہ حصکفیؒ اور علامہ شامیؒ نے تقریباً پانچ اقوال نقل کئے ہیں۔

(۱) ایسا عمل کہ اس کے فاعل کو دور سے دیکھنے والا نماز سے خارج سمجھے۔

(۲) جو کام عادۃً دو ہاتھوں سے کیا جاتا ہو جیسے ازار بند باندھنا' عمامہ باندھنا' اگر ان امور کو ایک ہاتھ سے کیا جائے تو قلیل ہے۔ (۳) تین حرکات متوالیہ عمل کثیر ورنہ قلیل (۴) ایسا عمل جو فاعل کو ایسا مقصود ہو جس کو وہ عادۃً مستقل مجلس میں کرتا ہو' جیسے بچے کو دودھ پلانا' (۵) نمازی کی رائے میں کثیر ہو۔

قال الحصكفيؒ ويفسدها كل عمل كثير ليس من اعمالها ولا لاصلاحها وفيه اقوال خمسة أصحها مالايشك وبسببه الناظر من بعيدى في فاعله أن ليس فيها وان شك أنه فيها ام لا فقليل قال ابن عابدينؒ صحّحه في البدائع وتابعه الزيلعي والولوالجي وفي المحيط أنه الأحسن قال الصدر الشهيد إنه الصواب وفي الخانية والخلاصة إنه اختيار العامة ...... القول الثاني أن مايعمل عادة باليدين كثير وأن عمل بواحدة كالتعميم وشد السراويل وعمل بواحدة قليل...... الثالث الحركات الثلاثة المتوالية والافقليل الرابع ما يكون مقصوداً بأن للفاعل بأن يفرد له مجلسا على حدة قال في التتار خانية وهذا القائل يستدل بأمراة صلت فلمسها زوجها